6.2 زبان کا مسئلہ

6.2.1 ہندوستان کی زبانیں

ایک لسانی سروے کے مطابق ہندوستان میں کل 15 زبانیں اور 652 بولیاں رائج ہیں۔ انگریزی کو چھوڑ کر بقیہ تمام بولیوں کا تعلق درج ذیل چار خاندان السنہ سے ہے:

(1) ہند یوروپی خاندان السنہ

(2) دراوڈی خاندان السنہ

(3) آسٹرو۔ایشیاٹک خاندان السنہ

(4) تبت۔برمیز

اوپر دیے گئے چار خاندانوں میں پہلے دو خاندان اس لیے اہم ہیں کہ ہندوستان کی چودہ اہم زبانیں انھیں دو خاندانوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان خاندانوں میں زبانوں کی تقسیم اس طرح ہے:

خاندان السنہ	زبانیں				
1۔ہند یوروپی	(1) آسامی	(2) بنگالی	(3) گجراتی	(4) ہندی	(5) اڑیہ
	(6) مراٹھی	(7) کشمیری	(8) پنجابی	(9) سنسکرت	(10) اردو
	(11) سندھی				
2۔دراوڈی	(1) کنڑ	(2) ملیالم	(3) تامل	(4) تلگو	

6.2.2 کثیر لسانیت (Multielngualism)

ہندوستان ایک کثیر لسانی ملک ہے۔ ہر ریاست میں عوام کی کچھ نہ کچھ تعداد ایسی پائی جاتی ہے جو دو سے زائد زبانیں بولتے ہے۔ مثال کے طور پر تلگو مادری زبان بولنے والا تامل یا کنڑ بھی جانتا ہے یا پھر پنجابی بولنے والا سندھی میں بھی بات چیت کر سکتا ہے۔ حالاں کہ دو زبانیں بولنے والوں کا فیصد جملہ آبادی کے (7) فیصد سے زائد نہیں پھر بھی ہندوستان میں اس صورت حال نے زبان کے مسئلے کو پیچیدہ بنا دیا ہے۔

زبان کے مسائل مختصراً حسب ذیل ہیں:

(1) تعلیم کی مختلف سطحوں پر ذریعہ تعلیم کون سی زبان ہونی چاہیے۔

(2) مادری زبان اور علاقائی زبان کا کیا مقام ہونا چاہیے۔

(3) ہندی کا مقام کیا ہونا چاہیے۔

(4) کون سے درجے سے ایک، دو، تین ر چار زبانیں متعارف کرائی جائیں اور ہر سطح پر کتنی زبانیں سکھائی جائیں۔

ان مسائل پر قابو پانے کے لیے آزادی کے بعد کئی ایک اقدامات کیے گئے جس کا مختصر جائزہ یہاں پیش کیا جاتا ہے۔

دستور ساز اسمبلی نے ستمبر 1949ء میں زبان کی پالیسی کا اعلان کیا، جو 26 جنوری 1950ء کے بعد بنیادی قانون بن گیا۔ زبان کی پالیسی کے ریزولیشن میں کہا گیا کہ مرکزی حکومت کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ ہندی کو فروغ دے اور اس کی اشاعت اور پھیلاؤ کی کوشش کرے تاکہ وہ ملک کی قومی زبان بن سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ ریاستی اور علاقائی زبانوں کی ترقی اور فروغ کے بھی اقدامات کرے۔ لیکن بدقسمتی سے کچھ ایسے حالات پیدا ہوئے یا

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

۶- درسی امداد کی بدولت سبق میں بچوں کی دلچسپی آخر دم تک قائم رہتی ہے۔ دلچسپی کے ساتھ جہاں آموزش کا مسئلہ آسان ہو جاتا ہے وہیں کلاس میں نظم وضبط بھی قائم رہتی ہے۔ دلچسپی اور نظم وضبط کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔

یہ بات طے ہے کہ عمدہ پڑھائی کے لئے خصوصاً ابتدائی درجات میں درسی امداد کا زیادہ سے زیادہ استعمال بے حد ضروری ہے۔ لیکن ہمارے جیسے غریب ملک میں اس بات کا بھی لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ یہ امدادی سامانِ تعلیم زیادہ مہنگے نہ ہوں۔ کوشش کرنی چاہیے کہ اس کے لئے کم سے کم خرچ کرنا پڑے۔ ظاہر ہے جہاں اسکولوں میں بنیادی چیزیں بھی دستیاب نہیں ہیں وہاں درسی امداد کا سامان ایک مشکل امر ہے۔ کوشش یہ ہونی چاہیے کہ کم خرچ میں سستی مگر مناسب چیزیں استعمال میں لائی جائیں۔ اس کے لیے نیچے لکھے گئے تعلیمی سامانوں سے ایک ٹیچر عمدہ طریقوں سے کام لے سکتا ہے۔

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

5.3 ہندستان میں اردو زبان کی صورتِ حال

اردو زبان کو ہندستان میں جس صورتِ حال کا سامنا ہے وہ اطمینان بخش نہیں ہے۔ بدلتے ہوئے سیاسی حالات اور قومی مسائل کے پس منظر میں اردو ایک مشکل دور سے گزر رہی ہے۔ اسے اردو کی بدنصیبی ہی کہیے کہ گذشتہ صدی کے چوتھے دہے میں یہ سیاست کا شکار ہوئی اور اس کی مشترک قومی ورثے کی حیثیت کو مشتبہ بنا دیا گیا۔ ایک طبقے میں اردو کے لیے نہ صرف بے توجہی پیدا ہوئی بلکہ یک گونہ مخالفت کی فضا بھی پیدا ہوگئی۔ آزادی کے بعد 1956ء میں جب ہندوستانی ریاستوں کی تنظیم نو لسانی بنیادوں پر ہوئی تو اردو کی زبوں حالی میں اور اضافہ ہوگیا۔ ملک کی تمام بڑی زبانیں کسی نہ کسی ریاست سے منسلک ہوگئیں اور انھیں اس علاقے کی سرکاری زبان قرار دے دیا گیا اور ریاست کے ذمے اس زبان کی ترقی اور نفاذ کا کام آ گیا لیکن اردو کو ایسا کوئی علاقہ نہیں ملا۔ صرف ریاست جموں کشمیر نے اردو کو اپنی سرکاری زبان قرار دیا۔ مردم شماری کے اعداد و شمار کے مطابق اردو ہندوستان کی چھٹی بڑی زبان ہے۔ آئی کے گجرال کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق اگر اعداد و شمار ایمان داری سے مرتب کیے جاتے تو اردو ہندستان کی دوسری یا تیسری زبان ہوتی۔

عملی افادیت سے کسی زبان کا رشتہ منقطع ہو جائے تو اس کی نشو و نما رک جاتی ہے بلکہ زوال شروع ہو جاتا ہے۔ اردو کے ساتھ بھی یہی صورتِ حال پیش آ رہی ہے۔ جب تک کوئی زبان تعلیم اور سرکاری کاموں کا ذریعہ نہ ہو وہ پنپ نہیں سکتی۔ اردو کو ان دونوں سے محروم کر دیا گیا۔

لیکن اس مایوس کن صورتِ حال پر اردو کی کہانی ختم نہیں ہو جاتی۔ ہم کو اس روشن پہلو پر بھی نظر رکھنا ہوگا کہ تمام نامساعد حالات کے باوجود اردو کے قدم ترقی کی جانب رواں دواں ہیں۔ اردو زبان و ادب کو ترقی دینے کے لیے اکثر ریاستی حکومتوں نے اردو اکادمیاں قائم کی ہیں۔ گجرال کمیٹی کی سفارش کے پیش نظر ہی حیدر آباد میں مولانا آزاد نیشنل اردو یونی ورسٹی قائم ہوئی۔ اکثر یونی ورسٹیوں میں اردو کے شعبے کھل گئے جہاں اردو کی تعلیم جاری ہے۔

5.3.1 مختلف علاقوں میں اردو سرکاری سطح پر

مختلف ریاستوں میں اقلیتی زبان ہونے کی حیثیت سے آئین کی کئی دفعات کے تحت اقلیتی زبانوں کو دیے گئے تحفظات کا اطلاق اردو پر بھی ہوتا تھا لیکن اردو نامساعد حالات کے تحت عملاً ان سے محروم رہی۔

اتر پردیش ایک ایسی ریاست ہے جہاں ہندستان کی اردو آبادی کا ایک تہائی حصہ آباد ہے لیکن یہیں اردو کو خراب صورتِ حال سے واسطہ رہا ہے۔ مثلاً ہندستان کی لسانی اقلیتوں کے کمشنر کی تیسویں رپورٹ برائے 1989-1990 کے مطابق اتر پردیش کی ریاستی حکومت نے گزٹ شدہ اعلان میں مندرجہ ذیل مقاصد کے لیے اردو کو ریاست کی دوسری سرکاری زبان قرار دیا تھا:

1. رجسٹری کے تمام دفاتر میں اردو میں لکھی ہوئی دستاویزات قبول کی جائیں گی۔
2. اہم قوانین، اعلانات اور ضابطوں کی اردو میں اشاعت
3. سرکاری احکام اور اہمیت کے سرکلروں کی اردو میں اشاعت
4. اہم سرکاری اشتہاروں کی اردو میں اشاعت
5. گزٹ کی اردو میں اشاعت
6. اہم سائین بورڈ اردو میں ہوں گے۔
7. درخواستیں اور یادداشتیں اردو میں بھی وصول کی جائیں گی اور اسی زبان میں جواب دیا جائے گا۔

لیکن ان تمام مقاصد میں چند کے سوا اکثر اعلانات سرد خانے میں ہی پڑے رہے۔ اسی طرح بہار، آندھرا پردیش اور مغربی بنگال کے کچھ حصوں

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

Date . / /

جاتا ہے اس لئے قاعدہ پڑھایا جاتا ہے۔ جدید قواعد میں عام طور سے رنگین تصاویر
ہوتی ہیں اور انہی سے مربوط لفظ اور جملے ہوتے ہیں اور اس لیے استاد کو
چاہیے کہ ~~[illegible]~~ قاعدے کے تصاویر کو تدریس کا ایک وسیلہ تصور کرے۔

6.3 سہ لسانی فارمولا

ہندوستان کئی تہذیبوں اور زبانوں کا سنگم ہے۔ یہاں مذہبی، لسانی اور تہذیبی اعتبار سے کئی شاخیں پھیلی ہوئی ہیں۔ لسانی اعتبار سے ہر مقام کی اپنی ایک زبان ہے۔ 1956ء میں ملک کو لسانی بنیادوں پر مختلف ریاستوں میں تقسیم کیا گیا۔ ہر ریاست میں ایک اکثریتی زبان کے ساتھ دوسری زبانیں بھی موجود ہیں، جو اقلیتی زبان کے زمرے میں آتی ہیں۔ ان کا تحفظ بھی ضروری تھا۔ اس لیے 1949ء میں دستورِ ہند کی منظوری کے فوراً بعد وزرائے تعلیم کی ایک کانفرنس ہوئی جس میں سہ لسانی فارمولا پر غور ہوا۔ سہ لسانی فارمولا یا تین زبانوں کے فارمولے کی اصطلاح سب سے پہلے Central

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

پیدا کر دیے گئے کہ ہندی کے فروغ کی پالیسی پر خاطر خواہ عمل نہ ہو سکا۔ مناسب تشہیر اور بہتر اقدامات نہ ہونے سے غلط فہمیوں کا آغاز ہوا۔ مثلاً شمالی ہند کے عوام نے زبان کی پالیسی کے بارے میں عجلت کا مظاہرہ کیا کہ انگریزی ہندسوں تک کے استعمال کو ترک کر دیا، اور غیر ہندی علاقوں میں ہندی تھوپنے کی کوشش کی۔ اس بات کا کوئی خیال نہ رکھا کہ علاقائی زبانوں کو بھی ترقی کا موقع ملے۔ دوسرے یہ کہ غیر ہندی داں علاقوں کے لوگوں کو ہندی بہ تدریج سکھا کر اس کا مقام دلانا ہے۔ دستور میں ہندی کو سرکاری زبان قرار دینے کے سبب سے غیر ہندی داں علاقوں میں شکوک و شبہات پیدا ہونے لگے کہ قومی اور مرکزی ملازمتوں میں صرف ہندی داں افراد کی کثرت ہوگی اور دوسرے علاقوں کے لوگوں کو نقصانات کا سامنا کرنا ہوگا وغیرہ، جب کہ دستور نے ہر زبان اور تہذیب کو پنپنے، ترقی دینے اور اس کے رسم الخط کے تحفظ کی بھی ضمانت دی گئی ہے۔

دستور کی دفعہ 350 کے تحت زبانوں کی ترقی اور تحفظ کی تفصیلات دی گئی ہیں۔ پارلیمنٹ نے دستور کی دفعہ 350A اور 350B میں ترمیم کی ہے کہ تحتانوی تعلیم بچے کی مادری زبان میں ہوگی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ زبان کی پالیسی جمہوری اور آزادانہ ہے۔ ریاستوں کو اختیار ہے کہ وہ اپنے علاقے کی زبان کو ریاست کی سرکاری زبان بنائیں لیکن ہندی قومی زبان ہوگی جو رفتہ رفتہ انگریزی کی جگہ لے گی۔ انگریزی کو فوراً ہٹا کر ہندی کو قومی زبان نہیں بنایا جا سکتا۔

ہندوستان کی دستور ساز اسمبلی اس بات سے واقف تھی کہ ہندوستان میں 652 بولیاں رائج ہیں لیکن ان میں سے صرف پندرہ زبانوں کو ترقی یافتہ زبانوں کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے جو یہ ہیں: آسامی۔ بنگالی۔ گجراتی۔ ہندی۔ کنڑی۔ کشمیری۔ ملیالم۔ مرہٹی۔ اڑیہ۔ پنجابی۔ سنسکرت۔ سندھی۔ تامل۔ تلگو۔ اردو۔ اتنی زیادہ زبانوں کی وجہ سے زبان کا مسئلہ مستقل طور پر دردِ سر بنا ہوا ہے۔ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ بعض خود غرض سیاست دانوں نے اس کو سیاسی اور جذباتی رنگ دے دیا ہے جس کی وجہ سے ہندوستان میں زبان کا مسئلہ پیچیدہ بن گیا ہے اور خصوصیت سے تعلیم کے لیے یہ ایک مشکل مسئلہ ہے۔

6.2.3 سکنڈری ایجوکیشن کمیشن کی سفارشات:

سکنڈری ایجوکیشن کمیشن نے جو اے۔ آر۔ مدلیار کی صدارت میں 53-1952 میں قائم ہوا تھا زبان کے لیے حسبِ ذیل سفارشات پیش کیں:

(1) ثانوی سطح تک مادری زبان یا علاقائی زبان ذریعہ تعلیم ہو۔

(2) وسطانی جماعتوں میں ہر بچے کو کم از کم دو زبانیں سیکھنی چاہئیں۔ یہ امر خاص طور پر ملحوظ رہے کہ کوئی دو زبانیں بچے کو ایک ہی ساتھ متعارف نہ کرائی جائیں۔

(3) اعلیٰ ثانوی سطح پر دو زبانیں پڑھائی جائیں جن میں ایک مادری یا علاقائی زبان ہو۔

CS Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

درسی امداد کے فائدے (Advantages of Teaching Aids)

۱- بلاشبہ امدادی سامانِ تعلیم کے استعمال سے سبق بہت زیادہ پر اثر اور دل کش ہو جاتا ہے اور اس میں ایک نئی کشش پیدا ہو جاتی ہے۔

۲- بچے اس کشش اور جاذبیت کے زیر اثر سبق کو توجہ اور ذوق وشوق سے پڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور یقیناً یہی توجہ اور ذوق وشوق کسی علم کو سیکھنے کے لئے لازمی ہے۔

۳- Teaching Aids کو بغور دیکھنے، پرکھنے اور سمجھنے کی کوشش سے قوتِ مشاہدہ کو استحکام اور ذہنی فکر کی نشوونما ہوتی ہے۔

۴- درسی امداد کے ذریعہ بچوں کو مجرد تصورات کی تفہیم جلد ہو جاتی ہے۔ یعنی انہیں زیادہ ذہنی کاوش نہیں کرنی پڑتی، نہ ان کے تخیل پر زیادہ بار ہی پڑتا ہے۔

۵- سبق کی آموزش آسان ہو جاتی ہے یعنی بچے درسی امداد کو سبق یا موضوع سے نہایت آسانی سے جوڑ دیتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

Advisory Board of Education (CABE) نے 1956ء میں پیش کی اور 1961ء میں اس فارمولے کی باقاعدہ توثیق کی گئی تاکہ طالب علم ریاست کی دوسری زبانوں سے بھی واقف رہیں۔ دستور کی دفعہ (A 350) میں مادری زبان میں پرائمری ایجوکیشن کو بنیادی حق مانا گیا ہے۔

اس فارمولے کی ترتیب اس طرح رکھی گئی:

(1) مادری زبان

(2) ایک جدید ہندوستانی زبان

(3) ایک غیر ملکی زبان۔ انگریزی۔

دستور ساز اسمبلی کے مطابق ہندی ملک کی سرکاری زبان تسلیم کی جا چکی تھی۔ اس فارمولے کا مقصد قومی یک جہتی کا فروغ تھا۔

آئین کی دفعات میں اس بات کو بھی مدنظر رکھا گیا کہ مذہب، جنس، زبان کی بنیاد پر کسی کے ساتھ کوئی امتیاز نہیں برتا جائے گا۔ ہندی، اردو، بنگالی، پنجابی، آسامی وغیرہ کو قومی زبان کا درجہ دیا گیا۔

ہندی جو ملک کی سرکاری زبان ہوگئی اس میں سنسکرت کی آمیزش نہ ہوگی بلکہ وہ سادہ اور عام فہم ہوگی۔

ہندی علاقوں کے لوگ جنوبی ہند کی بھی کوئی ایک زبان سیکھیں گے۔

یونیورسٹی تعلیمی کمیشن نے ثانوی سطح پر ہندی اور انگریزی دونوں کی تعلیم کی تجویز پیش کی تھی۔

1961ء میں طالب علم کو اس فارمولے کے تحت اپنی مادری زبان بہ حیثیت علاقائی زبان سیکھنے کا اختیار دیا گیا اور قومی زبان کے تحت ہندی اور بین الاقوامی زبان کے تحت انگریزی زبان سیکھنے کا بھی اختیار دیا گیا۔ اس فارمولے کو کوٹھاری کمیشن نے 66-1964 میں کچھ تبدیلیوں کے ساتھ پیش کیا جو تبدیل شدہ سہ لسانی فارمولہ کہلاتا ہے۔ جس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے:

(1) ابتدائی تعلیم پہلی سے چوتھی جماعت تک۔ ایک زبان (یعنی مادری یا علاقائی)۔

(2) اعلیٰ تحتانیہ پنجم تا ہفتم دو زبانیں (مادری علاقائی۔ ہندی یا انگریزی)

(3) ہشتم تا دہم۔ تین زبانیں۔ ہندی اور غیر ہندی زبان والوں کے لیے۔

1۔ مادری زبان یا علاقائی زبان

2۔ انگریزی یا ہندی (اگر انگریزی مادری زبان ہو)

3۔ ایک جدید ہندوستانی زبان۔ (سوائے ہندی کے) گیارہویں اور بارھویں جماعت کی سطح پر صرف دو زبانوں کی تعلیم لازمی قرار دی گئی۔

CS Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

میں اردو کو دوسری سرکاری زبان کی حیثیت حاصل ہے۔ ان ریاستوں کے بڑے بڑے دفاتر میں مختلف مترجمین کا تقرر کیا گیا ہے لیکن اس کے باوجود بھی علاقائی زبان کے مقابلہ میں اردو کا استعمال کم ہی دکھائی دیتا ہے۔

5.3.2 اردو کی تعلیمی صورتِ حال

اردو زبان میں تعلیم اور اردو کی تعلیم دونوں اعتبارات سے صورتِ حال اس وقت ماضی قریب کے مقابلے میں کچھ بہتر ہوئی ہے۔ اگرچہ آج بھی آئین کی اس ضمانت کی تکمیل نہیں ہو پائی کہ ریاست کم از کم پرائمری سطح کی تعلیم، مادری زبان میں فراہم کرے۔ موجودہ دور میں اہلِ اردو نے خود اپنے مدارس، مکاتب اور اسکول قائم کیے جہاں وہ اپنے بچوں کو مادری زبان میں تعلیم دلا سکیں اور بعض ریاستوں میں حکومتیں ان اسکولوں کی مناسب سرپرستی بھی کر رہی ہیں۔ خصوصیت سے کرناٹک اور مہاراشٹرا اس سلسلے میں قابلِ ذکر ہیں۔ اردو تعلیم کی توسیع کے ساتھ اکثر یونی ورسٹیوں نے اردو کے شعبے قائم کیے۔ تدریسی الحاقی یونی ورسٹیوں میں و نیز ملحقہ کالجوں میں گریجویشن اور پوسٹ گریجویشن کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اور پی ایچ۔ ڈی کی ڈگری کے لیے تحقیق کے مواقع بھی موجود ہیں۔ اردو معلمین اور مترجمین کے لیے بعض مواقع سرکاری مدارس اور دفاتر میں پیدا ہونے کی وجہ سے کالجوں میں اردو لینے والے طلبہ کی تعداد میں بھی اضافہ ہوا ہے۔

5.3.3 سماجی زندگی میں اردو

ہندستان کی سماجی زندگی میں اردو کا چلن، بول چال اور دیگر اغراض کے لیے بہت عام ہے۔ لنگوا فرنکا ہونے کی وجہ سے اردو کو فلموں اور ٹیلی ویژن میں جو مقبولیت حاصل ہے وہ ہندستان کی کسی اور زبان کو نہیں ہے اور یہی اس کی ایسی طاقت ہے کہ اردو کا ختم ہونا تو کجا زوال پذیر بھی نہیں ہو سکتی۔

گجرال کمیٹی کی سفارش اور اردو تنظیموں کے اصرار پر ریلوے کے محکمے نے اردو کا ٹائم ٹیبل شائع تو کیا تھا لیکن محکمے کے اردو مخالف عناصر کی وجہ سے یہ فروخت نہیں کیے گئے اور کچھ ماہ بعد اعلیٰ ذمہ داروں کو یہ رپورٹ دے دی کہ اردو میں ٹائم ٹیبل فروخت نہیں ہوتے لہٰذا اس کا اگلا ایڈیشن شائع نہیں ہوا۔ ریلوے اسٹیشنوں پر اردو میں نام تو لکھے جاتے ہیں لیکن کہیں یہ نام ٹھیک ٹھیک لکھے جاتے ہیں اور کہیں ان کا پڑھنا دشوار ہو جاتا ہے۔

ہندستان میں 93 زبانوں میں شائع ہونے والے اخبارات و رسائل میں ان میں اردو چوتھے نمبر پر ہے۔ روزناموں میں تو اردو کا نمبر دوسرا ہے جب کہ پہلے نمبر پر ہندی ہے۔ اس طرح ہندستان کی سماجی زندگی میں اردو اپنی خاص رفتار کے ساتھ اثر انداز ہوتی جا رہی ہے۔

CS Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

METHOD URDU.

درسی امداد: ابتدائی درجات میں ان توضیحات یا درسی امداد کا استعمال جسقدر زیادہ ہوتا ہے اسی قدر سبق کی آموزش کیلئے مفید اور کارآمد سمجھا جاتا ہے۔
مغرب دنیا میں ترقی یافتہ ملکوں میں تعلیم کے ہر پہلو اور زاویہ پر زیادہ سے زیادہ توجہ دی جاتی ہے۔ اسکول کی عمارت سے لیکر کلاس روم، بچوں کی تعداد، اسٹاف، ٹائم ٹیبل، لائبریری کھیل کے سامان اور طریقۂ تدریس وغیرہ۔
اس کے لئے تصویریں نئے ساز و سامان کے ساتھ ہر بار ایک نئی تیاری کے ساتھ کلاس میں جاتے ہیں اور تدریس کا تو یہ زریں اصول ہی ہے کہ ایک بار کی تیاری صرف ایک ہی بار کی ہوتی ہے۔

درسی امداد کی قسمیں

درسی امداد کو دو بڑے حصوں میں منقسم کیا جاسکتا ہے۔

۱۔ سماعت کی چیزیں۔ ۲۔ بصارت کی چیزیں

۱۔ سماعت کی چیزیں: یعنی ایسی چیزیں جنکی آواز کو کلاس میں بچوں کو سنایا جاسکتا ہے۔ مثلاً ریڈیو، ٹیپ ریکارڈ وغیرہ
۲۔ بصارت کی چیزیں: یعنی وہ چیزیں جو آنکھ سے دیکھی اور مشاہدہ کی جاسکتی ہیں۔ مثلاً خاکے، چارٹ، نقشے، تصویریں اور ماڈل وغیرہ
کلاس میں پڑھائی کے دوران درسی امداد کے استعمال سے طلبہ کے ذہن میں موضوع کی تصویر صاف اور واضح ہو جاتی ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ درسی امداد کا مناسب و موزوں استعمال بچوں کے علم کو پختگی اور استحکام عطا کرتا ہے۔
تصویریں، چارٹ، نقشے، ماڈل اور دوسرے سائنس کی چیزوں کا استعمال آسانی سے کیا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ کلاس میں بلیک بورڈ خود ایک زبردست تعلیمی ذریعہ ہے۔

عام ملحوظات: زبان کی تدریس کو دلچسپ اور موثر بنایا جائے تاکہ بچے شوق اور دلچسپی کے ساتھ زبان کی بنیادی مہارتیں سیکھیں اس مقصد کے پیش نظر اساتذہ کو یہ مشورہ دیا جاتا ہے کہ مواد تعلیم آسان اور دلچسپ طریقے سے پیش کیا جائے تاکہ بچے ہنسی خوشی مواد مضمون کو ذہن نشین کرلیں۔
اردو کے اساتذہ پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ شعوری طور سے تعلیمی عمل کو دلچسپ بنائیں اور اس بات کی کوشش کریں کہ کھیل کھیل میں بچوں کو لکھنا اور پڑھنا سکھا دیں۔ ایک اچھا استاد کی یہ خصوصیت ہوتی ہے کہ وہ پڑھاتے وقت تختۂ سیاہ کا بہتر استعمال کرے اور اس کے ذریعے تدریسی عمل میں سہولت پیدا کرے۔
تختۂ سیاہ کے کام کو موثر بنانے کیلئے استاد کو چاہیے کہ وہ بائیں جانب کھڑے ہو کر تختۂ سیاہ پر لکھے تاکہ کلاس میں بیٹھے ہوئے تمام بچوں کو اچھی طرح تختۂ سیاہ نظر آئے
ابتدائی درجات کے پہلے سال میں چونکہ پڑھنا اور لکھنا سکھانے کا آغاز کیا

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner